✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک عظیم قائد

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ (النساء:60)

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔

نبوّت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب جمع ہیں آپؐ میں لامحال
صفاتِ جمال اور صفات جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیك الصلوۃ علیك السلام

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک عظیم قائد‘‘

آغاز میں لفظِ قائد کے معانی جاننے ضروری ہیں۔ لفظِ قائد کے لغوی معنی ہیں سردار، لیڈر، رہنما، رہبر، آگے چلنے والا۔ ایک ایسا شخص جس کو اگر کوئی ذمہ داری یا عہدہ عطا کیا جائے تو وہ اسے اپنے منصب کے شایانِ شان انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ قیادت کرنے کی صلاحیت ہر شخص میں موجود نہیں ہوتی۔ ایک اچھے قائد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ انسانوں کی صحیح رہنمائی کرے اور اُن کے مسائل کو حل کرے۔ ایک باشعور، باصلاحیت اور دیانت دار قیادت نہ صرف انسانی مسائل کے حل میں ہمیشہ مستعد و سرگرم رہتی ہے بلکہ معاشرے کی خوشحالی، امن اور ترقی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

سامعین! جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام ہمیشہ قائم رہنے والا مذہب ہے۔ امن و سلامتی کا ذریعہ اور صلح و آشتی کا سرچشمہ ہے۔ اسلام سے قبل دنیا کے حالات بہت ہی خراب تھے۔ معاشرے میں سینکڑوں خرابیاں اور بے شمار بُرائیاں رائج تھیں۔ توحید کی جگہ شرک، خیر کی جگہ شر، امن کی جگہ جنگ اور عدل وانصاف کی جگہ ظلم واستبداد نے لے لی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی اگر جنگ شروع ہو جاتی تو وہ جنگ کئی سالوں تک جاری رہتی۔ انسانیت کسی ایسے مسیحا کا انتظار کر رہی تھی جو سارے جہاں کا درد اپنے دل میں سمیٹ سکے ان جاہلانہ رسومات، خود ساختہ مذہبی، سماجی بندشوں، تہذیبی اور اخلاقی تنزلی، فتنہ و فساد، تخریب کاری، خرافات کا خاتمہ کر سکے جو ایسی تحریک چلائے جس سے اوہام پرستی کا خاتمہ ہو جائے۔ جہالت و گمراہی کے اندھیروں، ظلم وجبر کی زنجیر کو توڑ کر غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور کمزوروں کے استحصال کو روکے بالآخر رب ذوالجلال کی رحمت جوش میں آئی۔ ظلم وبربریت کی تاریکی میں ہدایت کا ایسا سورج طلوع ہوا جس کی روشنی سے ہر سو اجالا ہو گیا۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہترین قائد کی صورت میں جلوہ گر ہوئے اور قوم کی حالت بدل دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو معرفت خداوندی کے ساتھ قیادت وسیادت کے اصول سمجھائے۔ لوگوں کے دکھ درد بانٹ کر انہیں حقیقی زندگی جینا سکھایا اور بتایا کہ بہترین انسان ہی بہتر قائدانہ کردار پیش کر سکتا ہے۔

حقیقی قائد وہ ہے جو امانت دار، امن وامان کا خواہاں اور انسانوں کی ضروریات پوری کرنے والا ہو نہ کہ عیش و عشرت کا خواہاں ہو۔ یہ بہتر قیادت عملی طور پر کیسے ممکن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی سے اس سوال کا جواب فراہم کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

" خبر دار سن لو! تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور قیامت کے دن اس سے اپنی رعایا سے متعلق باز پرس ہو گی۔"

(سنن ابی داؤد حدیث 2928)

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گویا قیادت مطلق العنان نہ ہو بلکہ احکاماتِ خداوندی، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں متقی، باشعور اور اہلِ علم افراد کی مشاورت سے خَلقِ خدا کی درست رہنمائی کے فرائض انجام دیتی ہو۔

ایک قائد کی کامیابی وکامرانی میں اُس کا استقلال اور اخلاص کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ عام طور پر قیادت وقتی مصلحتوں اور تقاضوں کے گھیرے میں رہتی ہے لیکن قائد کا اخلاص اسے وقار و مرتبہ عطا کرتا ہے۔ سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دعوتِ حق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے بت پرستوں نے کتنی اذیتیں نہ دیں، کیسے کیسے لالچ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے استقامت واخلاص میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کی اذیتیں برداشت کیں اور ہر قسم کی لالچ کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ دنیا گواہ ہے کہ یہ مشقتوں اور آزمائشوں کا دور ختم ہو گیا اور صرف 23 سالوں میں صفحہ ہستی پر ایک ایسا عظیم انقلاب رونما ہوا جس نے ہر ظلم، ہر باطل کو خس وخاشاک کی طرح بہا دیا۔ کسی بھی تنظیم کے قائد اور کارکنان میں خلوص نیت کا پایا جانا اہم ہے۔

سامعین! قائد اگر ڈسپلن کا پابند ہو تو اس کا خوش گوار اثر معاشرے، ماحول اور عوام پر بھی مرتب ہوتا ہے۔ قائد کے لیے لازمی ہے کہ وہ اصول اور قوانین کی پابندی کروائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ سے ہم کو قانون کی پاسداری اور اصول پسندی کی تعلیم دی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام نے ایسا قانون نافذ کیا جس میں عرب وعجم، امیر وغریب، بڑے چھوٹے، گورے کالے سب قانون کے سامنے برابر اور یکساں دِکھائی دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کی مرتکب عرب کی ایک معزز وباا ثر خاتون کے ہاتھ کاٹ دینے کا جب حکم جاری فرمایا تو اس کے قبیلے والوں نے رسوائی اور سزا سے بچنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"پہلی قومیں اس لئے تباہ ہو گئیں کہ جب کوئی بڑا غلطی کا ارتکاب کرتا تو مختلف حیلوں، بہانوں سے سزا سے بچ جاتا اور جب کوئی عام انسان کسی فعل قبیح کا مرتکب ہوتا تو سزا پاتا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر فاطمہؓ بنت محمد بھی چوری کرتی تو مَیں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ یعنی اصولوں کی پاسداری اور حدود کے نفاذ میں تعلقات اور قربت داری کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ قائد میں جب اصولوں پسندی کا یہ جذبہ بیدار ہو جاتا ہے تو ہر طرف امن و امان کا دور دورہ رہتا ہے۔ امیر غریب الغرض معاشرے کے ہر فرد کے حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہ قائدانہ صلاحیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھی۔

قائد کی خوبیوں میں سے ایک خوبی اُس میں شجاعت کا ہونا ہے کیونکہ اس کے بغیر امارت و قیادت ممکن نہیں ہے۔ سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ دلیر اور بہادر تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شجاعت، بہادری اور دلیری میں بھی اپنا مقام تھا۔ اِس حوالہ سے آپؐ سب سے بلند اور معروف ہے۔ نہایت کٹھن اور مشکل موقع پر جبکہ اچھے اچھے جانبازوں اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ برقرار رہتے، پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے ہی بڑھتے چلے جاتے اور کبھی پائے ثبات واستقامت میں لغزش نہ آئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ کے شعلے خوب بھڑک اٹھتے تو ہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی دشمن کے قریب نہ ہوتا۔

پیارے بھائیو! قیادت سخاوت کے وصف سے آراستہ ہونی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخاوت کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کو اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور جتنا بھی تھا سارے کا سارا اللہ کی راہ میں قربان کر دیا اور اپنے پاس کچھ بھی باقی نہ رکھا اور اپنے صحابہ کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی نے مانگا تو آپؐ نے انکار نہیں کیا، حتیٰ کہ ایک آدمی نے بکریوں سے بھری وادی کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وہ بھی دے دی۔ امت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی آپؐ کی جود وسخا کی ایک مثال ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حاجتمندوں،

ضرورتمندوں اور محتاجوں پر خرچ کرتے تھے۔ آپ کے خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کی شان ایک تیز ہوا کی طرح تھی جو کچھ مال آپ کے پاس آتا اسے فوراً مستحقین تک پہنچادیتے۔

سامعین! آپؐ ایک "امین" بھی تھے کہ مکہ کے لوگ اپنی امانتوں کو آپ کے پاس محفوظ سمجھتے تھے۔ آپؐ تاجر بھی تھے کہ حضرت خدیجہؓ کے تجارتی قافلے دوسرے ملکوں میں لے کر جاتے اور تجارت کرتے تھے۔ آپؐ ایک مبلغ بھی تھے کہ لوگوں کو نیکی اور اچھائی کی طرف بلاتے اور بدی وبرائی سے روکتے تھے۔ حق وباطل کی لڑائی میں آپؐ ایسے فوجی کمانڈر بن کر ابھرے کہ اِس پر تاریخ میں مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ انصاف پر فائز تھے، آپ قاضی اور جج بھی تھے، خود آپؐ کے پاس بھی مقدمات آتے تھے جن کے آپؐ فیصلے سنایا کرتے تھے اور پھر باقی قاضیوں کے پاس جو مقدمات آتے ان کے فیصلوں پر اپیلیں حضورؐ کی خدمت میں آتی تھیں جن پر حضورؐ فیصلے صادر فرمایا کرتے تھے۔ آپ ایک سماجی لیڈر بھی تھے کہ مختلف قبائل کے وفود آپؐ کے پاس آتے تھے جن سے آپ مذاکرات اور گفتگو فرماتے تھے۔ آپ اپنی ریاست کے سب سے بڑے ڈپلومیٹ، سب سے بڑے سفارت کار بھی تھے۔ آپؐ دوسری قوموں کے ساتھ تعلقات اور معاملات کو بھی نبھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریاست کے منتظم اعلیٰ بھی تھے کہ ریاست کے داخلی معاملات کے متعلق فیصلے بھی آپؐ خود فرمایا کرتے تھے۔

سامعین! ایک اچھے قائد میں یہ صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی تعلیم وتربیت کا بھی خیال رکھتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظامِ تربیت بھی جاری فرمار کھا تھا کہ مختلف علاقوں سے لوگ مرکز میں آکر اور آپؐ کی صحبت میں رہ کر دین کا گہرا فہم حاصل کریں اور واپس جاکر اپنی قوم کی تربیت کریں۔ چنانچہ اصحابِ صفّہ کا ایک گروہ ہمیشہ مسجدِ نبوی کے قرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تعلیم وتربیت رہتا تھا جن کے قیام وطعام کا مناسب بندوبست بھی آپؐ فرماتے تھے۔

حضرت مالک بن حُویرثؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحیم وکریم اور نرم خو تھے۔ ہم نے آپؐ کی صحبت میں بیس دن قیام کیا۔ اس دوران آپؐ نے محسوس کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے لئے اداس ہوگئے ہیں۔ آپؐ ہم سے ہمارے اہل خاندان کے بارے میں تفصیل پوچھنے لگے۔ ہم نے ان کے بارے میں بتایا۔ مالکؓ کہتے ہیں حضورؐ بہت نرم دل اور پیار کرنے والے تھے۔ آپؐ نے ہمیں اپنے گھروں میں واپس بھجواتے ہوئے فرمایا ان کو جاکر بھی یہ باتیں سکھاؤ اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھنا۔ نماز سے پہلے تم میں سے کوئی اذان کہہ دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کروائے۔

(بخاری کتاب الادب)

آپؐ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی اپنے صحابہ کی تربیت فرماتے تھے۔ تربیت میں سچائی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ایک گناہ گار شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر توبہ کی بیعت اور اپنی کمزوریوں کا اقرار کرتے ہوئے عرض کیا کہ سارے گناہ ایک ساتھ چھوڑنے مشکل ہیں۔ کوئی ایک گناہ جو آپؐ فرمائیں چھوڑ سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جھوٹ چھوڑ دو۔ پھر سچائی کی برکت سے اس سعادت مند کو رفتہ رفتہ سارے گناہوں سے نجات مل گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاد کے لئے اپنے اصحاب کو بھی عمدہ نمونہ پیش کرنے کیلئے ہدایت فرماتے تھے۔ مثلاً یہ کہ خود سچائی پر قائم ہو کر بچوں کو اس کا نمونہ دیا جائے اور تکلّف سے یا مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولا جائے۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں اس وقت کمسن بچہ تھا۔ مَیں کھیلنے کے لئے جانے لگا تو میری امی نے کہا عبداللہؓ ادھر آؤ۔ میں تمہیں چیز دونگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ اسے کچھ دینا چاہتی ہو؟ میری ماں نے کہا ہاں کھجور دونگی۔ آپؐ نے فرمایا اگر واقعی تمہارا یہ ارادہ نہ ہوتا (اور صرف بچے کو بلانے کی خاطر ایسا کہا ہوتا تو تم سے جھوٹ بولنے کا گناہ ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں زندگی کے باقی شعبوں میں راہنمائی کی ہے وہاں آپؐ نے اپنی امت کی سیاسی قیادت بھی کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت وسنت کے حوالے سے اجتماعی نظام دیا ہے جسے نظام خلافت کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اس نظام کی تعلیم وتکمیل کے مراحل پر مشتمل ہے جبکہ خلافت کا یہ نظام اپنی آب وتاب کے ساتھ خلافتِ راشدہ اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الٰہی جماعت کے دور میں بھی جلوہ گر نظر آتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو ایک حکومتی نظام دیا، حکومتی نظام کو چلانے کے لیے راہنما اصول دیے اور اس کے لیے قیادت تیار کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن سے اجتماعی کاموں میں اتنا لگاؤ اور دلچسپی بھی تھی کہ معاملہ فہمی اور معاشرے کے اختلافات کو ختم کرنے اور اس میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی قائدانہ صلاحیتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت میں موجود تھیں۔

جب بیت اللہ شریف کی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قریشِ مکہ کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔ جب عمارت میں ہجرِ اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو قبائل میں سخت جھگڑا ہو گیا اس کشمکش میں چار دن گزر گئے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ تلواریں نیام سے نکل آئیں۔ آپ نے اس طرح اس جھگڑے کا تصفیہ فرمایا کہ آپؐ نے ایک چادر بچھا کر اس پر حجرِ اسود رکھا اور تمام سرداروں کو حکم دیا کہ سب اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر اٹھائیں سب سرداروں نے مل کر چادر کو اٹھایا اور جب ہجرِ اسود اپنے مقام پر پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

ایک قائد کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ مفتوحہ ممالک سے انتقام کے بجائے اسے سدھرنے اور سنبھلنے کا موقع دے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت کافروں سے انتقام نہیں لیا بلکہ عفو ودرگزر کا اعلان عام کر کے ایسا کارنامہ انجام دیا جسے تاریخ انسانی کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

مشاورت ایک کامیاب قائد کا وصف خاص ہے۔ آپؐ نے اس کے تصور کو عام کیا۔ چنانچہ جب بھی کبھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا فوراً آپؐ ذی صلاحیت اور تجربہ کار صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کرتے اوران کے مشورے سے اس کا حل نکالتے۔ جب کہ آپ نبی اور رسول کی حیثیت سے بذات خود اقدام کر سکتے تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعیت میں مشاورت کی اہمیت کو باقی رکھنے کے لیے یہ طریقہ عام کیا۔

سامعین! قائد کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ ان تمام چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھے جن کے سنگین نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کی خرید وفروخت کے سلسلے میں ناپ تول میں کمی کو ناپسند کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیائے فروخت کی خوبی وخامی واضح کرنے کا حکم صادر کیا۔ عام طور پر ہونے والے فساد زبان سے سرزد ہوتے ہیں، اس لیے آپ نے گفتگو کے آداب سکھلائے اور حق گوئی کو ایمان کا وصف قرار دیا۔ جب کہ جھوٹ، غیبت، چغلی اور ٹوہ میں لگے رہنے کو شیطانی عمل قرار دیا۔ صبر و تحمل اور قناعت کو اپنایا اور فرمایا کہ ”صبر مشکلات کو ختم کر دیتا ہے اور صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے“۔ آپؐ کے ان الفاظ سے بہت سے لوگوں کا مشکلات کا سامنا کرنے کا حوصلہ بلند ہوتا ہے۔

سامعین! اسلام نے قیادت کا فریضہ ہر کس وناکس کے حوالہ نہیں کیا اور نہ ہی خاندان، برادری، قبیلہ، زبان، رنگ اور نسل کی بنیاد پر کسی شخص کو قیادت کا استحقاق عطا کیا ہے بلکہ ایمان، علم، عمل، تقویٰ، حکمت، دانائی، بصیرت وبصارت، جہاں بینی، بہادری، اخلاص، امانت، دیانت، صداقت اور مسلمانوں کے اجتماعی معاملات سے وفاداری جیسے اوصاف کو قائد کے لیے لازم قرار دیا ہے اور یہ تمام اوصاف ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں نظر آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے گئے الفاظ ہمارے ایمانوں کو اور مضبوط کرتے ہیں کہ آپؑ فرماتے ہیں

”وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اِس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔“

(اتمام الحجہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)